جنّت میں داخلہ
اور
دوزخ سے نجات

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جار اللہ الجار اللہ

جنّت میں داخلہ
اور
دوزخ سے نجات
فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز

© مكتبة دار السلام ١٤٢٧ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
مكتبة دار السلام
اسباب دخول الجنة والنجاة من النار باللغة الاردية. /مكتبة دار السلام الرياض، ١٤٢٧هـ
ص: ٧٢ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٦-٥-٩٨٢٥-٩٩٦٠
١-الوعظ والأرشاد ٢- الثواب والعقاب في الاسلام ٣- الجنة والنار أ-العنوان
ديوي ٢١٣ ١٤٢٧/٥٨١٧
رقم الإيداع: ١٤٢٧/٥٨١٧
ردمك: ٦-٥-٩٨٢٥-٩٩٦٠

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

سعودی عرب (ہیڈآفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

● طریق مکہ۔العلیا۔الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 ● الملز۔الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221
● سویلم فون: 2860422 1 00966 ● جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
● مدینہ منورہ موبائل: 503417155 00966 فیکس: 8151121 ● قصیم: 0503417156 خمیس مشیط موبائل: 0500710328
● الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 ● ینبع البحر موبائل: 0500887341

شارجہ فون: 5632623 6 00971
امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001
❷ نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044

پاکستان (ہیڈآفس ومرکزی شوروم)

❶ 36-لوئرمال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
❷ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ❸ مُون مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

تحقیق وتخریج سے مزین نیا ایڈیشن

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جاراللہ الجاراللہ

ترجمہ: شعبہ تحقیق دارالسلام

نام کتاب : جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات

مصنف : فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن جاراللہ الجاراللہ

منتظمِ اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

مجلس انتظامیہ : حافظ عبدالعظیم اسد (مینجر دارالسلام لاہور) محمد طارق شاہد

مجلسِ مشاورت : حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر پروفیسر محمد یحییٰ مولانا محمد عبدالجبار

ڈیزائننگ اینڈ السٹریشن : زاہد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

خطاطی : اکرام الحق

اشاعت اوّل : 2007

مضامین

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم کرنے والا خوب مہربان ہے

عرض ناشر

اللہ کریم، رحمان اور رحیم نے ہر کلمہ گو انسان کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کرنے کی خوشخبری اپنے برگزیدہ پیغمبر رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی زبان اقدس سے سنائی ہے۔ گویا جس شخص نے زبانِ صدق سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی ربوبیت اور نبیٔ اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لیا، جنت کا مستحق ہو گیا، تاہم جنھوں نے اپنے عمل کی سچائی سے مالکِ کائنات کے ہر حکم کی تعمیل کی اور اپنی تمام دنیوی خواہشات کو رضائے الٰہی کے لیے قربان کر دیا، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل کی اور ہر وہ نعمت بھی انھیں عطا کی جائے گی جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اطاعت گزار بندوں کے لیے اہتمام کر رکھا ہے۔ یہ ایسی نعمتیں ہوں گی جو بندوں کے تصور میں بھی نہیں آ سکتیں، فی الجملہ اللہ جل شانہ کا فضل خاص ان کے لیے جنت میں داخلے کا سبب بنے گا۔

اللہ تعالیٰ کی لامحدود صفات میں سے وہ صفات جو اس کے قہار و جبار ہونے کی آئینہ دار ہیں اور اس کے غضب کو آشکار کرتی ہیں، ان بندوں کے لیے ہیں جنھوں نے ہر طرح اس کی نافرمانی کی، اس کے احکام سے بے پروا رہے، عجز و انکسار کے بجائے فخر و تکبر ان کا شعار رہا، وہ لوگ جو اللہ کی وحدانیت کے منکر اور مسلمان کہلانے کے باوجود مشرکانہ عقائد کے

حامل و عامل رہے، اللہ کے نزدیک ہرگز نجات کے مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور عفو و درگزر سے مسلمان کا ہر گناہ معاف فرما دے گا لیکن مشرک کے لیے اس کے ہاں مطلق کوئی معافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک سے بچائے۔ آمین!

الشیخ عبداللہ بن جار اللہ کی یہ تالیف اردو میں شائع کرنے کی سعادت دارالسلام کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس کی اشاعت کی غرض و غایت یہ ہے کہ اس کے مفید مضامین کے مطالعہ سے ہمارے مسلمان بھائی ان اہم امور اور مسائل سے آگاہ ہو سکیں، جن کا علم ہر مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے اور خصوصاً ان اسباب کو جان سکیں جو بندوں کے لیے جہنم کا دروازہ کھولتے ہیں اور رحمت الٰہی کو ان سے دور کر دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ عقائد و اعمال جنھیں اختیار کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے، اللہ جبار و قہار کے غضب کو دعوت دیتا ہے اور خود اپنے آپ پر جنت کے دروازے بند کر لیتا ہے، ان سب اُمور کی تشریح اس کتاب میں بڑی وضاحت سے دی گئی ہے۔

فاضل مؤلف نے قرآن و حدیث کی تصریحات سے جنت اور دوزخ کا نقشہ پیش کرنے کی مفصل اور مخلصانہ کوشش کی ہے جسے سمجھ لینے سے ہر مسلمان اپنے ایمان کو پرکھ سکتا ہے اور اسے بخوبی علم ہو سکتا ہے کہ وہ کون سا عقیدہ و عمل ہے جو جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تصحیح اور معیاری طباعت کے لیے عزیز گرامی حافظ عبدالعظیم صاحب اسدؔ نے ذاتی طور پر گہری دلچسپی لی۔ مولانا محمد عثمان منیب، مولانا منیر احمد رسولپوری اور احمد کامران صاحب نے مسودہ خوانی کی اور ہر سطر کے پیچ و خم میں ان کی نظریں بار بار دوڑتی رہیں۔ کتاب کی تزئین اور صحیح کمپوزنگ کے لیے جناب زاہد سلیم، عامر رضوان، ہارون الرشید اور ابومصعب صاحب کی محنت قابل داد ہے۔ ان سب کارکنانِ دارالسلام کے

عرض ناشر

لیے اللہ تعالیٰ کے حضور فلاح دارین کی دعا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حُسنِ عمل کی توفیق دے اور اپنے فضل و رحمت سے جہنم کی آگ سے بچائے۔ آمین!

اے کریم اے سب سے بڑھ کر مہرباں
مانگتا ہوں تجھ سے خیرِ دو جہاں!
یا الٰہی بخش دے میرے گناہ
اور دِکھا مجھ کو ہمیشہ ٹھیک راہ
دین و دنیا کی بھلائی دے مجھے
ہر برائی سے رہائی دے مجھے!

خادمِ کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام۔ الریاض، لاہور

جمادی الاولیٰ 1427ھ / جون 2006ء

جنت میں جانے اور دوزخ سے بچنے کے اسباب

جنت میں پہنچانے والے اسباب

وہ اسباب جنھیں اختیار کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی بشارت ملتی ہے اور انسان ان اسباب کو اپنا کر ان لوگوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کو ملنے والے انعامات اور ان کے اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَبَشِّرِ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ﴾

''(اے پیغمبر)! جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے انھیں آپ خوشخبری دے دیجیے کہ ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔''[1]

ارشادگرامی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ لَهُمْ جَنَّتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾﴾

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کیے، بلاشبہ ان کے لیے نعمتوں والے باغات ہیں۔''[2]

اور ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾﴾

---

[1] البقرۃ:25/2 [2] لقمان:8/31

’’یقیناً پرہیزگاروں کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں والے باغات ہیں۔‘‘[1]

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ أُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِينَ ١٣٣ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلۡكَٰظِمِينَ ٱلۡغَيۡظَ وَٱلۡعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ١٣٤ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوۡ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ فَٱسۡتَغۡفَرُواْ لِذُنُوبِهِمۡ وَمَن يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمۡ يُصِرُّواْ عَلَىٰ مَا فَعَلُواْ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ١٣٥ أُوْلَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغۡفِرَةٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَجَنَّٰتٞ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَ ١٣٦﴾

’’اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے (اور اس کی لمبائی اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے) وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو آسودگی اور تنگ دستی میں اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں (ہی) کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ (برا کام) کر بیٹھتے ہیں یا (کسی گناہ کا ارتکاب کر کے) اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں

[1] القلم:68/34

گے اور (اچھے) کام کرنے والوں کا بدلہ بہت ہی اچھا ہے۔"[1]

نیز فرمایا:

﴿سَابِقُوٓاْ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٢١﴾﴾

"اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے، یہ ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔"[2]

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُواْ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلْجَنَّةِ خَٰلِدِينَ فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾

"تحقیق جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ اس بات پر قائم رہے، تو انھیں ہرگز کوئی خوف نہیں ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان کے (ان نیک) کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔"[3]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَٰهَدُواْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ ٱللَّهِ ۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَٰنٍ وَجَنَّٰتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿٢١﴾ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ

[1] آل عمران: 3/133-136 [2] الحدید: 57/21 [3] الأحقاف: 46/13-14

عَظِيمٌ ﴿٢٢﴾

"جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال و دولت سے جہاد کیا، اللہ کے ہاں ان کا بہت بڑا درجہ ہے اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ ان کا پروردگار انھیں اپنی رحمت اور رضامندی کی خوشخبری دیتا ہے اور ایسے باغات (کی خوشخبری دیتا ہے) جن کی نعمتیں ان کے لیے قائم و دائم ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے ہاں (ان کے لیے) بہت بڑا اجر ہے۔"[1]

﴿إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟ بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ ٱلتَّٰٓئِبُونَ ٱلْعَٰبِدُونَ ٱلْحَٰمِدُونَ ٱلسَّٰٓئِحُونَ ٱلرَّٰكِعُونَ ٱلسَّٰجِدُونَ ٱلْءَامِرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱلنَّاهُونَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱلْحَٰفِظُونَ لِحُدُودِ ٱللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾﴾

"یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پھر (دشمنوں کو) قتل کرتے ہیں اور (کبھی) خود بھی مارے جاتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کا) تورات، انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے (جسے وہ ضرور پورا کرے گا)۔ اور اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ سو جو سودا تم نے اللہ سے کیا ہے، اس پر خوش ہو جاؤ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے،

[1] التوبة 9/20-22

رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی لوگ مومن ہیں) اور (اے پیغمبر!) مومنوں کو (بہشت کی) خوشخبری سنا دیجیے۔''[1]

نیز فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ① ٱلَّذِينَ هُمْ فِى صَلَاتِهِمْ خَٰشِعُونَ ② وَٱلَّذِينَ هُمْ عَنِ ٱللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ③ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَوٰةِ فَٰعِلُونَ ④ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَٰفِظُونَ ⑤ إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ⑥ فَمَنِ ٱبْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْعَادُونَ ⑦ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ ⑧ وَٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ⑨ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْوَٰرِثُونَ ⑩ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ⑪﴾

''یقیناً ایماندار کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔ اور جو بے ہودہ باتوں سے کنارہ کش رہنے والے ہیں۔ اور جو زکاۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی مِلک ہوتی ہیں، ان میں انھیں کوئی ملامت نہیں۔ اور جو ان کے سوا (رستہ) تلاش کریں تو وہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے معاہدوں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں، جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''[2]

امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

① التوبة: 9/111-112 ② المؤمنون: 23/1-11

«لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَيَّ عَشْرُ آيَاتٍ مَنْ أَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا : ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ①﴾

”مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں جو ان پر عمل کرے گا، جنت میں داخل ہوگا، پھر آپ نے ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ①﴾ (سے دس آیات تک) پڑھا۔“[1]

جنت میں لے جانے والے اسباب کے بارے میں بہت سی آیات آئی ہیں، اسی مفہوم میں نبی ﷺ سے بھی بہت سی احادیث منقول ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے:

«اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ»

”اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں ادا کرو، مہینہ بھر کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ (اس طرح تم) اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“[2]

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ»

”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسے (دوزخ کی) آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں بھیج

① جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة المؤمنين، حديث:3173 ومسند أحمد: 34/1

② مسند أحمد: 262,251/5

دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور اسے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیے جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"[1]

- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

«أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ، وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ»

"مجھے یہ بتلائیے! کہ اگر میں فرض نمازیں ادا کرتا رہوں، رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا رہوں اور اس پر (کوئی) اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!"[2]

"حَرَّمْتُ الْحَرَامَ" کے معنی ہیں "میں اس سے بچتا رہوں" اور "أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ" کے معنی ہیں "اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اسے کروں" یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص واجبات قائم کرے اور محرمات سے باز رہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں زکاۃ اور حج کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا گیا کہ زکاۃ صرف صاحب مال پر اور حج بھی صرف استطاعت رکھنے والے پر فرض ہے۔ باقی رہی نماز اور روزے تو ان کا اہتمام ہر مسلمان کرسکتا ہے، اس لیے یہ ہر مسلمان پر فرض ہیں۔

- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے

---

[1] صحيح مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة، الأول فالأول، حديث: 1844

[2] صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان الذي......، حديث: 15

عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور دوزخ سے دور رکھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ، تَعْبُدُ اللهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ»

''تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے۔ اور یقیناً یہ اس شخص کے لیے آسان ہے جس پر اللہ آسان بنا دے۔ اللہ ہی کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور نماز قائم کر اور زکاۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔''[1]

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ»

''جو شخص ایسی راہ چلا جس میں وہ علم حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی وجہ سے جنت کی راہ آسان کر دے گا۔''[2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرے، پھر کہے:

«أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

① مسند أحمد: 237,231/5

② مسند أحمد: 252/2

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔[1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ، بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ»

''جس شخص نے اللہ کی خوشنودی کے لیے مسجد تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کر دیتا ہے۔''[2]

- ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا:

«مَنْ صَلّٰى اثْنَتَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ تَطَوُّعًا ، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ»

''جس شخص نے کسی دن اور رات میں بارہ رکعات بطور نفل پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔''[3]

اور بارہ رکعات یہ ہیں: چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو نماز فجر سے پہلے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعے اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ»

''تقویٰ اور حسن خلق۔''[4]

---

① صحيح مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، حديث: 234

② صحيح البخاري، الصلاة، باب من بنى مسجداً، حديث: 450، وصحيح مسلم، المساجد، باب فضل بناء المساجد، والحث عليها، حديث: 533

③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض......، حديث: 728

④ سنن أبي داود، البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق، حديث: 2004

جنت میں جانے اور دوزخ سے بچنے کے اسباب

- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلاَمَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلاَمٍ»

''لوگو! سلام کو خوب پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تم نماز ادا کرو، (اس طرح تم) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''[1]

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كَافِلُ الْيَتِيمِ، لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى»

''یتیم کی کفالت کرنے والا، چاہے وہ (یتیم) اس کا رشتے دار ہو یا نہ ہو، وہ اور میں جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (اکٹھے) ہوں گے۔ اور مالک (راوی حدیث) نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کا اشارہ کر کے دکھایا۔''[2]

مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ جنت میں داخل ہونے کے اسباب کا انحصار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر ہے۔

دوزخ میں داخل کرنے والے اسباب

دوزخ میں داخلہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا

---

[1] جامع الترمذي، الزهد، باب حديث : أفشوا السلام ......، حديث : 2485، وسنن ابن ماجة، الأطعمة، باب إطعام الطعام، حديث :3252,3251

[2] صحيح مسلم، الزهد، باب فضل الإحسان إلى الأرملة ...... ، حديث : 2983

ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٤﴾﴾

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ ان (باغات) میں رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے آگے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل کرے گا، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا۔''[1]

خلاصۂ کلام

جنت میں جانے اور دوزخ سے نجات پانے کے اسباب سے متعلق اب تک جو کچھ بیان ہوا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا۔
- اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔
- ایسا سچا ایمان اور ایسے نیک اعمال جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے، رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں۔

[1] النساء 4/13-14

جنت میں جانے اور دوزخ سے بچنے کے اسباب

- اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور نواہی سے پرہیز کرتے ہوئے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کا حصول۔
- آسودگی وخوشحالی اور تنگی ترشی، ہر حال میں صدقہ خیرات کرنا، اور لوگوں سے احسان کا سلوک کرتے رہنا۔
- غصہ کے وقت نفس قابو میں رکھنا اور لوگوں کو معاف کرنا۔
- تمام گناہوں اور خطاؤں سے توبہ اور استغفار کرتے رہنا اور گناہ پر اصرار نہ کرنا۔
- اچھے کاموں میں جلدی کرنا اور بھلائیوں کی طرف لپکنا۔
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، اس پر قائم رہنا، اور اس سلسلے میں نفس سے مسلسل جہاد کرنا۔
- ایمان لانا، ہجرت کرنا اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرنا تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور سارا دین اللہ کے لیے خالص ہو جائے۔
- اللہ کی ذاتِ عالی سے محبت، اس کے عذاب سے خوف اور اس کی ذاتِ عالی سے بخشش کی امید رکھنا، نیز اللہ کے رسول اور اس کے مومن بندوں سے محبت کرنا۔
- تنگی ترشی اور آسودگی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس کا شکر ادا کرنا۔
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا، اس کی نافرمانی سے رک جانا اور اللہ تعالیٰ کی دکھ پہنچانے والی تقدیر، مشیت الٰہی پر صبر کرنا۔
- بھلے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا۔
- پانچوں نمازوں کا ہمیشہ پابندی سے اہتمام کرنا اور ان میں عاجزی کا اظہار کرنا۔
- لغو اور بیہودہ کاموں سے بچنا اور ہر اس چیز سے دور رہنا جس میں کوئی خیر ہو نہ کسی فائدے کی توقع۔
- غیر محرم عورتوں سے نظر جھکائے رکھنا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنا۔
- امانتیں ادا کرنا، ایفائے عہد کرنا اور اس میں خیانت نہ کرنا۔

- اولی الامر یعنی علمائے حق اور حکمرانوں کی اطاعت کرنا، بشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو۔
- لوگوں سے ایسا برتاؤ کرنا جیسے برتاؤ کے آپ دوسروں سے متوقع رہتے ہیں۔
- احکام بجالانا، نواہی سے اجتناب کرنا، واجبات ادا کرنا اور حرام و ناجائز کاموں کو یک قلم چھوڑ دینا۔
- مفید علم کی رغبت کرنا، یعنی وہ شرعی علم جو کتاب وسنت کا علم ہے اُس کے حصول کی جستجو اور اس پر عمل کرنا۔
- مکمل وضو کرنا اور اس کے بعد شہادتین والا کلمہ پڑھنا۔
- خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی نیت سے مسجدیں تعمیر کرنا۔
- فرض نمازوں کی محافظت کرنا اور مشروع نوافل سے انھیں کامل تر بنانا۔ خواہ یہ نوافل فرائض سے پہلے ادا کیے جائیں یا بعد میں۔
- اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے نرم پہلو اختیار کرنا، نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے لیے تواضع اختیار کرنا۔
- سلام پھیلانا، کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نماز ادا کرنا۔
- یتیم کی کفالت کرنا، اس کا خیال رکھنا اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال کرنا۔
- سچی بات کہنا، والدین کی فرمانبرداری کرنا، ہمسائے اور اپنے ماتحت غلام اور چوپایوں سے احسان کرنا۔
- اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہونا۔ یعنی اسی پر توکل کرنا، اسی کی خاطر محبت کرنا۔ اسی سے ڈرنا، اسی سے امید رکھنا، اسی کی طرف رجوع کرنا، اس کے حکم پر صبر کے ساتھ چلنا اور اس کی

نعمتوں کا دل وزبان اور عمل سے شکر بجالانا۔

- قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ کا ذکر کرنا، اسی سے دعا اور سوال کرنا، اُسی کی طرف رغبت کرنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا۔

رسول اللہ کا فرمان ہے: تو اس رشتے دار سے رشتہ جوڑ جو تجھ سے توڑے (یعنی جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر)۔ اس کو دے جو تجھے محروم رکھے، اسے معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے اور اس سے اچھا سلوک کر جو تجھ سے برا سلوک کرے۔

﴿ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلْكَٰظِمِينَ ٱلْغَيْظَ وَٱلْعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٤﴾﴾

”(بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایسے پرہیزگاروں کے لیے جنت تیار کر رکھی ہے) جو آسودگی اور تنگی (ہر حال) میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور اللہ احسان (نیکی) کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“[1]

- تمام امور میں عدل کرنا اور تمام مخلوق کے ساتھ انصاف کرنا حتی کہ کفار اور ان جیسے دیگر لوگوں سے بھی۔

- (اللہ تعالیٰ سے) جنت مانگنا اور دوزخ سے نجات کا سوال کرنا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق دعا کرنا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْۚ﴾

”اور تمھارے پروردگار نے فرمایا: مجھے ہی پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔“[2]

﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْـَٔاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿٢٠١﴾﴾

① آل عمران: 134/3 ② المؤمن: 60/40

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔''[1]

الغرض جنت میں داخل ہونے اور دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ شرطیں پوری کرنا، رکاوٹوں کو ختم کرنا، واجبات ادا کرنا اور حرام کاموں کو ترک کر دینا نہایت ضروری ہے، لہٰذا مذکورہ بالا اسباب پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ کفر و شرک، بدکرداری اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جیسے کاموں سے دور بھاگنا چاہیے۔ جو انسان کو دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

محض اپنے عملوں کے ذریعے سے کوئی شخص ہرگز بہشت میں نہیں جا سکتا بلکہ اللہ کی رحمت ہی سے داخل ہوگا اور اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں، مومنوں، پرہیزگاروں، توبہ کرنے والوں اور رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں اور اطاعت گزاروں کے قریب ہے۔

- اے اللہ! اے ہمیشہ سے زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے! اے بزرگی اور عزت والے! ہم تجھ سے جنت اور جنت سے قریب کر دینے والے قول و عمل کا سوال کرتے ہیں۔ اور ہم تیری پناہ میں آتے ہیں دوزخ سے اور ہر اس قول و عمل اور اعتقاد سے جو دوزخ کے قریب لے جائے۔ اور ہم تجھ سے تیری رضا اور جنت کا سوال کرتے ہیں اور تیری ناراضی اور عذاب سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہم تیرے بلند رتبے کے واسطے سے تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب جہنم کو پھیر دے، کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ بلاشبہ وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما! بے شک تو توبہ قبول کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔

---

[1] البقرة: 201/2

اے زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے! اے بزرگی اور عزت وشرف والے! اے اللہ! ہم تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں۔ ہمیں لمحہ بھر کے لیے بھی ہمارے نفسوں کے سپرد نہ کر۔ ہمارے تمام حالات کی اصلاح فرما۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اے اللہ! ہمارے تمام معاملات کا انجام بہتر فرما اور ہمیں دنیا اور آخرت کے عذاب کی رسوائی سے محفوظ فرما۔

اے ہمیشہ سے زندہ اور ہر چیز کو قائم رکھنے والے! اے بزرگی اور عزت وشرف والے۔

صَلَّى اللهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

اہلِ جنت کے اعمال اور اہلِ دوزخ کے کرتوت

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے اعمال کیا ہیں؟
آپ نے جواب میں فرمایا:
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اہل جنت کا عمل ایمان اور تقوی ہے اور اہل دوزخ کا عمل کفر، بدکرداری اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

اہلِ جنت کے اعمال

اہل جنت کے اعمال یہ ہیں: اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا۔ دونوں شہادتیں دینا، یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور اللہ کی عبادت اس طرح کرنا جیسے عبادت کرنے والا اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو (اس طرح کی کیفیت کا تصور کرنا) جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہے۔
یہ اور ان جیسے دیگر اعمال جنت میں جانے کا سبب ہیں، جن کا تذکرہ پچھلے صفحات میں، اختصار کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اہلِ دوزخ کے کرتوت

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، رسولوں کو جھٹلانا، کفر، حسد، جھوٹ، خیانت، ظلم، بے حیائی

تمام اقسام، بے وفائی یعنی دھوکہ دہی، قطع رحمی، جہاد کے سلسلے میں بزدلی، بخل، ظاہر اور باطن کا مختلف ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا، اللہ کی تدبیر سے بے خوف رہنا، مصائب میں بے صبری اور چیخ پکار کا مظاہرہ اور خوشحالی میں فخر وتکبر کرنا، اللہ کے فرائض کو چھوڑنا، اس کی حدود کو پھلانگنا، اس کی قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی کرنا، خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے ڈرنا، انھی سے امید رکھنا اور انھی پر بھروسا کرنا، ریا کاری اور شہرت کی خاطر عمل کرنا، کتاب وسنت کی مخالفت کرنا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت کرنا، باطل چیزوں کا تعصب رکھنا، اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانا، حق کا انکار کرنا، علم اور شہادت کی ایسی باتوں کو چھپانا جن کا ظاہر کرنا ضروری ہو۔

جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ایسے فرد کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد کے لشکر سے بھاگ آنا اور پاک دامن بے خبر ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا۔

اختصار کے پیش نظر ان دونوں قسموں کے اعمال کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں۔ مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ اہل جنت کے تمام اعمال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے آئینہ دار ہوتے ہیں اور اہل دوزخ کے تمام اعمال اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی والے ہیں:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٤﴾﴾

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے باغات میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت

بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود کو پھلانگ جائے گا، اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر رسوا کن عذاب ہو گا۔''[1]

[1] النساء: 4/13-14، مجموعة فتاویٰ شیخ الإسلام: 422/10

دوزخ سے بچاؤ اور اس میں داخل ہونے کے اسباب

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ اس نے ہمیں اپنی ذاتِ عالی سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اور بتلایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے اپنی امان نصیب کرے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے، اس کے رسول اور اللہ کے ہاں ساری مخلوق سے معزز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کے متبعین واصحاب پر اور جو بھی آپ کی ہدایت سے رہنمائی حاصل کرے (ان سب پر) اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔

حمد وثنا کے بعد: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٞ شِدَادٞ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَ ۝٦﴾

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اس پر سخت دل اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں جو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انھیں دیا جاتا ہے اسے

بجالاتے ہیں۔''①

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لیے پکار، انتباہ اور شدید خطرے سے خبردار کرنے کی اطلاع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دعوت (فکر) دیتا ہے کیونکہ یہی لوگ ہیں جو اللہ کی پکار کے آگے جھک جاتے ہیں، اس کا حکم بجا لاتے اور اس کے کلام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس خطرے سے بچانے کا حکم دیتا ہے جو آگے پیش آنے والا ہے اور اس ہلاکت کی جگہ سے بھی جو ان کے سامنے ہے۔ یقیناً خطرے سے وہی نجات پا سکتا ہے جو درپیش خطرے تک پہنچنے سے پہلے ہی آگاہ ہو جائے اور بچاؤ کی تدبیر کر لے۔ یہ ہلاکت کی جگہ بہت خطرناک ہے یعنی آگ۔ یہ وہ آگ نہیں کہ جسے آپ لکڑی سے بھڑکاتے اور پانی سے بجھاتے ہیں۔ جس سے بچا جا سکتا ہے اور جس پر قابو پایا جا سکتا ہے بلکہ یہ وہ آگ ہے جو انسانی جسموں، بتوں اور گندھک کے پتھروں سے بھڑکائی جائے گی۔ یہ دنیا کی آگ کی طرح نہیں کہ جو اس میں جل جائے، وہ مر جائے اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے بلکہ اس کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾

''جب بھی ان کی کھالیں گل جائیں گی ہم ان کی پہلی کھال کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزا (اچھی طرح) چکھیں۔''②

﴿لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا﴾

''نہ ان پر قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا۔''③

اور مزید فرمایا:

---

① التحریم: 6/66 ② النساء: 56/4 ③ فاطر: 36/35

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَٰهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾﴾

''جب بھی (آتش دوزخ) بجھنے لگے گی ہم اسے مزید بھڑکا دیں گے۔''[1]

﴿لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾﴾

''وہاں نہ وہ ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ کچھ پینے کو ملے گا مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔''[2]

دوزخ کی آگ جلانے والے اور دوزخیوں کو عذاب دینے والے فرشتے عاجز آئیں گے نہ انھیں تکان محسوس ہوگی اور نہ انھیں کسی پر رحم آئے گا۔ دوزخی ان سے لطف و کرم کی درخواست کریں گے تو یہ بے سُود ہوگی انھیں اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ عذاب کے فرشتوں کے رویے میں کوئی لچک نہیں آئے گی۔ انھیں دوزخیوں کو سزا دینے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ من وعن بجالاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾﴾

''سخت دل، سخت گیر فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی ہرگز نافرمانی نہیں کرتے۔ وہ وہی کچھ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔''[3]

ایک مسلمان پر اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کے بارے میں بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوتا تو نتیجتاً اسے اس آگ کا سامنا کرنا پڑے گا جو اسے اور اس کے اہل وعیال کو درپیش ہوگی۔ وہ ایسی آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ وہاں انسان بھی پتھروں کی طرح حقیر اور ارزاں ہوں گے، جیسے پتھر پھینکے جاتے ہیں اسی طرح انھیں بھی پھینکا جائے گا۔ پس جو آگ پتھروں سے بھڑکائی جائے اور وہ سخت اور ٹھوس پتھروں تک کو کھا جائے وہاں بنی آدم کے جسم کا کیا حال ہوگا؟

---

[1] بني إسرائيل: 98/17 [2] النبأ: 78/24-25 [3] التحريم: 6/66

مومن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے کیسے بچائیں؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے اور ان کے لیے امید، رحمت اور اس آگ سے نجات کا دروازہ کھول دیا ہے، اگر وہ اس راستے پر چلیں گے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے لیے واضح فرما دیا ہے تو اس آگ سے بچ جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ تُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ تَوۡبَةٗ نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمۡ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ يَوۡمَ لَا يُخۡزِي ٱللَّهُ ٱلنَّبِيَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥۖ نُورُهُمۡ يَسۡعَىٰ بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَبِأَيۡمَٰنِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ۝٨﴾

''اے ایمان والو! اللہ کے حضور توبہ کرو، خالص توبہ۔ امید ہے کہ تمھارا پروردگار تم پر سے تمھارے گناہ جھاڑ دے گا اور تمھیں ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نبی (ﷺ) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں، رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا، اور وہ کہہ رہے ہوں گے، اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما اور ہمیں بخش دے۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔''[1]

گویا آگ سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گناہوں اور برائیوں سے توبہ کی جائے۔ توبہ ان امور پر مشتمل ہے: ① گناہوں کو چھوڑنا۔ ② اپنے کیے ہوئے گناہ کے کام پر ندامت اور وہ کام آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم۔ ③ بندوں کے دبائے ہوئے حقوق کی واپسی اور اچھے اعمال سے ان کی تلافی

① التحریم: 8/66

کرنا۔ یقیناً ایسی توبہ گناہوں کی معافی، باغاتِ بہشت میں داخلے اور اس ذلت و رسوائی سے سلامتی کا باعث ہوگی جو نافرمانوں کا مقدر ہوگی۔

ان آیات کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم سب بایں طور جوابدہ ہیں کہ ہم اپنے نفسوں پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت لازم کریں اور اُس کی نافرمانی سے ہمیشہ بچیں۔ اپنی اولاد، بیویوں اور جو عزیز ہمارے گھروں میں رہتے ہیں، ان سب پر اللہ کی اطاعت لازم کریں اور انھیں اللہ کی نافرمانی سے بچائیں۔ اسی سلسلے میں سنت صحیحہ میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا:

«مُرُوا أَوْلاَدَكُمْ بِالصَّلاَةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»

''تمھاری اولاد جب سات سال کی ہو جائے تو اُسے نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر وہ نماز نہ پڑھیں تو انھیں مار کر پڑھاؤ اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔''[1]

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»

''تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔''[2]

اس مسئولیت کے قیام کے لیے گھروں کے اندر اور باہر ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ تمھاری اولاد جہاں ہو ان کا پیچھا کرو۔ انھیں نیک کاموں کا حکم دو۔ برے کاموں سے سختی سے

---

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، حديث:495

[2] صحيح البخاري، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، حديث:893

روکو۔ انھیں دین کے امور سکھلاؤ۔ انھیں برے ہم نشینوں سے بچاؤ اور فسادی دوستوں سے الگ کر دو۔ اپنے گھروں کو ریڈیو، ٹیلی ویژن، بگاڑ پیدا کرنے والی فلموں، بے ہودہ گانوں، ننگی تصویروں، منحرف کرنے والی کتابوں، فحش اخباروں اور رسالوں سے پاک کر دو۔ غلط تربیت کرنے والی مشتبہ اجنبی عورتوں اور اجنبی مردوں کو بھگا دو، چاہے یہ ڈرائیور ہوں یا خادم، مشکوک کردار کے افراد فساد کا منبع ہیں انھیں قریب نہ پھٹکنے دو۔

اللہ کے بندو! وہ شخص اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے کیسے بچا سکتا ہے جو اسلام کے ستون اور کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والی نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ شخص اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے کس طرح بچا سکتا ہے جس نے مساجد کو چھوڑ دیا اور جمعہ کی نماز اور جماعت کو ترک کر دیا۔ وہ کیسے اپنے آپ کو آگ سے بچا سکتا ہے جو حرام کاموں پر جرأت کرتا ہے اور اطاعت کے کاموں کو ناقابلِ توجہ سمجھتا ہے۔ وہ شخص کیسے اپنے آپ کو آگ سے بچا سکتا ہے جو دن رات اسی راہ پر چل رہا ہے اور نہیں جانتا کہ کس لمحے وہ دوزخ کے دروازے پر جا کھڑا ہوگا۔ افسوس! وہ مسلمان کتنا نادان ہے جو اپنی زندگی کے اصلی مقصد سے بے خبر ہے۔ آہ! آج کا مسلمان اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کا پہلا فرض دین قیم سیکھنا، اس پر عمل کرنا اور دوسرے انسانوں کو اس دین کی دعوت دینا ہے۔ کیسا غافل ہے وہ مسلمان جو یہ بھی نہیں سمجھتا کہ جو چیز اپنا مقصد پورا نہیں کرتی اُسے فنا کر دیا جاتا ہے۔ جو بلب ناکارہ (Fuse) ہو جائے اُسے کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ جو گائے دودھ نہیں دیتی اُسے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ جو درخت پھل نہیں دیتا اُسے کاٹ دیا جاتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے تندور کے انگاروں میں جھونک دیا جاتا ہے۔ افسوس اس غافل مسلمان پر جو نہ خود اللہ کا دین سیکھے نہ لوگوں کو رجوع الی اللہ کی دعوت دے اور اس غفلت کی وجہ سے جہنم کے شعلوں میں جا پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«اَلْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ»

''جنت تمھارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔''[1]

یعنی جو شخص اطاعت پر مراوہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی پر مراوہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ موت وہ چیز ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾

''اور کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔''[2]

وہ انسان اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے کیسے بچا سکتا ہے جس نے اپنے گھر میں برائیوں کا دروازہ کھول رکھا ہو۔ اپنے گھر میں ویڈیو لے آیا ہو۔ تربیت کرنے والی عورتیں اور خدمت گزار مرد اور عورتیں اس کے بیوی بچوں کے ساتھ اکٹھے مل جل کر رہتے ہوں۔ اور یہی لوگ اس کی بیوی اور اولاد کے ساتھ بلاد کفر (کافروں کے ممالک) کا سفر کریں اور وہاں کفر اور اباحیت (حرام کاموں کو جائز سمجھنا) کی زندگی کا مشاہدہ کریں اور شرم و حیا اور پردہ جیسی صفات چھوڑ کر بے پردگی اور بے حیائی اختیار کریں۔

وہ شخص اپنے گھر والوں کو دوزخ کے عذاب سے کیسے بچا سکتا ہے جو انھیں اس حال میں چھوڑ دے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے پھریں اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے واجب کی ہیں انھیں چھوڑ دیں۔ وہ شخص اپنی اولاد کو دوزخ سے کیسے بچا سکتا ہے جو خود تو مسجد کو جاتا ہے لیکن انھیں ان کے بستروں پر یا کھیل کود میں مصروف چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے، اللہ کی قسم! ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے بازار بھر دیے ہیں، وہ اپنی

---

[1] صحيح البخاري، الرقاق، باب الجنة أقرب إلى أحدكم ......، حديث: 6488

[2] لقمان: 34/31

بے ہنگم صداؤں سے ہمسایوں کو پریشان کرتے ہیں اور اپنی گاڑیوں سے راستے مسدود کر دیتے ہیں، کوئی انھیں یہ نہیں کہتا کہ مسجد کی طرف چلو۔ ان کے والدین سب کچھ دیکھتے ہیں مگر خاموش رہتے ہیں۔ ان کے مطالبات پورے کرتے ہیں، اپنے گھروں میں انھیں ہر طرح کی سہولت فراہم کرتے ہیں اور بڑی خوش دلی اور خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرتے ہیں۔ گویا وہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ جن کاموں میں وہ لگے ہوئے ہیں وہ کرتے رہیں اور ان کی بداعمالیوں پر خاموش رہتے ہیں۔

ماؤں کا کیا کہنا، وہ اس سلسلے میں بالکل بے حس ہیں اور ان کا نقطہ نظر اولاد کے بارے میں باپوں کے موقف سے بھی بدتر ہے، وہ انھیں ناپسندیدگی سے دیکھتی ہیں نہ ناراض ہوتی ہیں۔ وہ اللہ سے ڈرتی ہیں نہ اپنی اولاد کے انجام سے اور نہ اس دوزخ میں داخل ہونے سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ان کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی۔ انھیں اس حال میں نہ چھوڑو کہ وہ گھروں میں تمھارے ساتھ بیٹھے رہیں اور نماز چھوڑ دیں۔

والدین نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں، گناہ اور سرکشی پر تعاون نہ کریں۔ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچانے کے لیے تعاون کریں جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَـٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾﴾

"اور اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجیے اور خود اس پر قائم رہیے۔ ہم تم سے کوئی رزق نہیں مانگتے، رزق تو ہم ہی تمھیں دے رہے ہیں۔ اور بہترین انجام پرہیزگاروں ہی کا ہے۔"[1]

---

[1] طٰہٰ: 132/20

عذابِ دوزخ کے ہولناک مناظر

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تعریف کا مستحق اور اس کا پورا پورا اہل ہے۔ اس نے جزا کو اپنے عدل اور فضل کے درمیان پیدا کیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کی بادشاہی اور حکومت میں دوسرا کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کی آل پر، آپ کے اصحاب پر اور آپ کی ہدایت پر چلنے والوں پر اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔

اما بعد! اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو:

﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾﴾

"اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"[1]

اور یہ بچاؤ اللہ کے احکام پورے کرنے اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے پرہیز کرنے سے ہوگا کیونکہ تمھارے لیے اس آگ سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ دوزخ ہلاکت، ذلت سختی، انتہائی تکلیف اور سخت عذاب کا گھر ہے۔ وہ ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے جو اللہ اور

[1] آل عمران: 3/131-132

قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اس میں شیاطین اور ان کے پیروکار رہیں گے جو اللہ کی بدترین مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا:

﴿فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾﴾

''سچ تو یہ ہے اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور تیرے تمام پیروکاروں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔''[1]

دوزخ فرعون، ہامان، قارون، ابی بن خلف اور ایسے سرکش کافروں کا گھر ہے جو مخلوق میں سب سے زیادہ باغی اور بدکردار تھے۔ وہ جہنم کے سب سے نچلے حصے میں، رب کائنات سے اور سب لوگوں سے بہت دور ہوں گے۔ ان کا کھانا زقوم ہوگا جو ایک گندہ، کڑوا اور بدشکل درخت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾﴾

''جو (بدن کو) موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔''[2]

اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں موت صرف اسلام کی حالت میں آنی چاہیے۔''[3]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا، لَأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامُهُ»

---

① ص:38/84-85 ② الغاشية:88/7 ③ آل عمران:3/102

''اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی دوبھر ہو جائے۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی یہ غذا ہو۔''[1]

جب وہ بھوکے ہوں گے تو انھیں یہی غذا کھانے کو ملے گی۔ جب وہ اسے کھائیں گے تو ان کے جگر پیاس کی وجہ سے تپ جائیں گے:

﴿وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ﴾

''جب وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا۔''[2]

وہ ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا حتی کہ ان کا گوشت گر پڑے گا، پھر جب وہ ناگواری کے باوجود مجبوراً اسے پئیں گے تو وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور ان کی جلدوں کو گلا ڈالے گا۔ یہی مادہ ان کا مشروب ہوگا جو حرارت میں پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، بدبودار گندی اور رستی ہوئی پیپ کی طرح ہوگا، پینے والا مجبور ہو کر اسے پیے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾﴾

''وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیے گا اور بمشکل ہی گلے سے اتار سکے گا۔ اُسے ہر طرف سے موت آئے گی لیکن وہ مرے گا نہیں اور اس سے آگے بھی سخت ترین عذاب ہوگا۔''[3]

ان کا لباس کیسا ہوگا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ﴾

''ان کے لیے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے۔''[4]

---

[1] مسند أحمد: 338,301/1، جامع الترمذی، صفة جهنم، باب ماجاء فی صفة أهل النار، حدیث: 2585

[2] الکھف: 29/18 [3] إبراهيم: 17/14 [4] الحج: 19/22

﴿سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ ۝٥٠﴾

”ان کے لباس تارکول (یا گندھک) کے ہوں گے اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانک رہی ہوگی۔“[1]

گویا ان کا یہ لباس انھیں جہنم کی حرارت سے نہیں بچائے گا بلکہ وہ شعلوں اور حرارت کو اور بھی زیادہ بھڑکا دے گا۔ وہ اس لباس سے اپنے چہروں کو آگ اور حرارت سے بچا نہ سکیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ ٱلْحَمِيمُ ۝١٩ يُصْهَرُ بِهِۦ مَا فِى بُطُونِهِمْ وَٱلْجُلُودُ ۝٢٠ وَلَهُم مَّقَـٰمِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝٢١ كُلَّمَآ أَرَادُوٓا۟ أَن يَخْرُجُوا۟ مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا۟ فِيهَا وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْحَرِيقِ ۝٢٢﴾

”ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی اور ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے یعنی گرز ہوں گے۔ اور جب بھی مارے غم کے وہ اس تکلیف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور (کہا جائے گا) جلنے کی سزا کا مزہ چکھتے رہو۔“[2]

اے اللہ کے بندو! اس آگ سے بچو کیونکہ اس کی تپش بہت سخت ہے۔ وہ آگ اس دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم اور بھسم کر دینے والی ہے۔ اس میں مجرم داخل ہوں گے تو ان کی کھالیں گل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَـٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا۟ ٱلْعَذَابَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝٥٦﴾

”جب بھی ان کی جلدیں گل جائیں گی تو ہم ان کی پہلی کھال کی جگہ دوسری کھال پیدا

[1] إبراهيم: 50/14 [2] الحج: 22/19-22

کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ غالب (اور) حکمت والا ہے۔"[1]

ان کے ساتھ ہی شعلے بلند ہوں گے اور وہ آگ کے اوپر والے حصے تک پہنچ جائیں گے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّمَآ أَرَادُوٓاْ أَن يَخْرُجُواْ مِنْهَآ أُعِيدُواْ فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُواْ عَذَابَ ٱلنَّارِ ٱلَّذِى كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾﴾

"جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو واپس اسی میں دھکیل دیے جائیں گے۔اور ان سے کہا جائے گا کہ اس عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔"[2]

یہ ان کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ اس میں کبھی کمی نہ کی جائے گی اور وہ اس بارے میں مایوس ہو جائیں گے۔ یہ عذاب انھیں علی الدوام بار بار دیا جاتا رہے گا۔ وہ ہرگز سکھ نہ پاسکیں گے۔ وہ اس دردِ مسلسل سے نجات کی التجا کریں گے کہ گھڑی بھر کے لیے ہی اس عذاب سے چھٹکارا ملے لیکن انھیں ان کی فریاد کا کوئی جواب ہی نہیں دیا جائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ ٱلَّذِينَ فِى ٱلنَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ٱدْعُواْ رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٩﴾﴾

"جہنم میں پڑے ہوئے لوگ دوزخ کے چوکیدار فرشتوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ایک دن تو ہم پر عذاب ہلکا کر دے۔"[3]

﴿قَالُوٓاْ أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِٱلْبَيِّنَٰتِ ۖ قَالُواْ بَلَىٰ ۚ قَالُواْ فَٱدْعُواْ ۗ وَمَا دُعَٰٓؤُاْ ٱلْكَٰفِرِينَ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ ﴿٥٠﴾﴾

"وہ (فرشتے) ان سے کہیں گے: کیا تمھارے پاس تمھارے رسول واضح دلائل لے کر

---

[1] النساء:4/56 [2] السجدة:32/20 [3] المؤمن:40/49

نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں! (ضرور آئے تھے) تو وہ کہیں گے: پھر تم خود ہی دعا کرو، اور (اس دن) کافروں کی دعا رائیگاں ہوگی (جیسے کسی نے سنی ہی نہیں)۔''[1]

یعنی ان کی بات نہیں مانی جائے گی کیونکہ جب رسولوں نے انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تھی تو انھوں نے بھی ان کی بات نہیں مانی تھی۔ یعنی انھیں جواب بھی اسی انداز میں دیا جائے گا۔

﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾﴾

''جہنمی لوگ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی ہم (واقعی) گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دوزخ سے نکال لے۔ اگر دوبارہ ہم یہی کچھ کریں تو پھر ہم ظالم ہوں گے۔''[2]

اس فریاد پر اللہ تعالیٰ انھیں بڑے ذلت آمیز لہجے میں فرمائے گا:

﴿اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾﴾

''اسی (جہنم) میں (ذلت سے) پڑے رہو اور مجھ سے بات (بھی) نہ کرو۔''[3]

اب وہ اپنی نجات، ہر خیر اور ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور یہ جان لیں گے کہ اب وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے تو ان کی مایوسی اور حسرت اور زیادہ بڑھ جائے گی:

﴿كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٧﴾﴾

''اس طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال کی حقیقت دکھا دے گا کہ بڑی حسرت و

---

[1] المؤمن:50/40 [2] المؤمنون:106/23-107 [3] المؤمنون:108/23

پشیمانی کا منظر ہوگا اور وہ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے۔"[1]

﴿ خَلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ ﴾

"وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔"[2]

اے اللہ کے بندو! اس آگ سے ڈرو جس کی گہرائی بہت زیادہ اور گرفت بڑی سخت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے؟ ہم نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک پتھر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا تھا جو آج اس کی گہرائی تک پہنچا ہے۔"[3]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ سَمِعُوا۟ لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾ ﴾

"جب دوزخ دوزخیوں کو دور سے (دیکھے گی) تو دوزخی اس کے بپھرنے اور دھاڑنے کو سن لیں گے۔"[4]

اس سے ان کے دل پھٹ جائیں گے۔

﴿ إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ﴾

---

[1] البقرة: 167/2 [2] الأحزاب: 66-65/33

[3] صحیح مسلم، الجنة و نعیمها، باب جهنم أعاذنا الله منها، حدیث: 2844

[4] الفرقان: 12/25

”جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی دھاڑ سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہو گی۔ جیسے غصے کے مارے پھٹ پڑے گی۔“[1]

یعنی وہ غیظ وغضب کی وجہ سے دوزخیوں پر پھٹ پڑے گی، کیونکہ وہ مکان ہی ایسا ہے جسے اپنے مکینوں پر سخت غصہ آتا ہے۔

اے بندگان الٰہی! اس آگ سے بچو اور اس بات سے ڈرو کہ مبادا تم خود اس آتشِ عذاب میں گر پڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً اہل جنت اور اہل دوزخ کی صفات اجمالاً اور تفصیلاً بیان فرما دی ہیں تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کی اللہ پر کوئی حجت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾﴾

”سو جس نے سرکشی کی اور (آخرت کے مقابلے میں) دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے (جوابدہی کے لیے) پیشی سے ڈرتا رہا اور اپنے آپ کو خواہش نفس کی پیروی سے روکے رکھا تو اس کا ٹھکانا لاریب جنت ہے۔“[2]

اے رب کریم! ہم تجھ سے دوزخ کی آگ سے نجات اور دارالقرار کی کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

---

[1] الملك:67/7-8 [2] النازعات:79/37-41

جنت کا نظارہ

جنت میں جانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقوں کے مطابق زندگی بسر کیجیے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یکتا و یگانہ ذاتِ مقدس پر پکا ایمان رکھتے ہیں اور رسالت مآب ﷺ کی سنتوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں اس دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی انھیں جنت کی لازوال نعمتیں مرحمت فرمائے گا۔

جنت کیسی جگہ ہے، اس کا رُوپ کیسا ہے۔ اس کی آب و ہوا کیسی ہے۔ اس میں کون کون سی نعمتیں موجود ہیں۔ اس کی حوریں کیسی ہیں، اس کی نہریں اور باغات کیسے ہیں؟...... ان باتوں کا اس فنا پذیر مادی دنیا میں کوئی ادنیٰ سا موہوم تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں جنت کے جو دلربا مناظر دکھائی دیتے ہیں، ان کی جھلکیاں دیکھ لیجیے:

جنت کا طول و عرض

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾

''اور اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ یہ (جنت) پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''[1]

ناقابل تصور نعمتیں

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

«أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لاَ عَيْنٌ رَّأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ»

''میں نے اپنے نیکوکار بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کیا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کبھی کسی انسانی دماغ میں اس کا کوئی تصور گزرا۔''

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾﴾»

''کسی کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے صلے میں آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک پوشیدہ ہے۔''[2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بھلا اس بے نظیر گھر کی راحت اور شان و شوکت کا اندازہ کس طرح کیا جا سکتا ہے جس کا

---

[1] آل عمران: 133/3

[2] صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة وأنهامخلوقة، حدیث: 4780,4779,3244، و صحیح مسلم، الجنة ونعیمها، باب صفة الجنة، حدیث: 2824

درخت خود اللہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا، اسے اپنے پیاروں کا مسکن بنایا اور پھر اسے اپنی رحمت، کرامت اور خوشنودی سے معمور کر دیا۔ اس کی نعمتوں کو بہت بڑی کامیابی قرار دیا، اسے بہت بڑی بادشاہی بتلایا اور اس کے اِرد گرد ہر قسم کے محاسن اور بھلائیاں جمع کر دیں۔ اسے ہر عیب، ہر آفت اور ہر قسم کے نقص سے یکسر پاک رکھا۔

- اگر آپ اس کی زمین اور اس کی مٹی کی بابت پوچھیں تو وہ کستوری اور زعفران کی ہے۔
- جنت کی چھت کا کیا پوچھنا، وہ تو رحمٰن کا عرش ہے۔
- اگر یہ پوچھیں کہ اس کی کنکریاں کیسی ہیں، تو وہ موتی اور جواہر ہیں۔
- اگر پوچھیں کہ یہ کس چیز سے تعمیر کی گئی ہے، تو اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی۔
- اگر اس کے درختوں کے متعلق پوچھیں، تو اس کے ہر درخت کا تنا سونے اور چاندی کا ہے۔
- اگر آپ اس کے پھلوں کی بابت پوچھیں، تو اس کے انگور مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔
- اگر اس کے پتوں کے متعلق پوچھیں تو وہ باریک کپڑوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔
- اگر آپ اس کی نہروں کی بابت جاننا چاہیں تو سن لیجیے وہ دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ کبھی نہیں بدلتا۔ وہاں شراب کی نہریں بھی بہہ رہی ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہیں اور خالص شہد کی نہریں بھی ہیں۔
- آپ جنت کے کھانے کے بارے میں پوچھیں، تو وہ پسندیدہ پھل اور مرغوب پرندوں کا گوشت ہوگا۔
- اس کے مشروب کی بابت دریافت کریں، تو وہ زنجبیل، تسنیم اور کافور ہے۔
- اس کے برتنوں کے متعلق پوچھیں، تو وہ سونے اور چاندی کے ہوں گے، جو شیشے کی طرح

صاف شفاف ہوں گے۔

- آپ اس کے دروازوں کی وسعت پوچھیں، تو اس کے دونوں کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔اس پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب وہ ہجوم کی وجہ سے بھرا ہوا ہوگا۔
- اور اگر آپ درختوں کے پتوں سے ٹکراتی ہوئی ہوا کی آواز کے متعلق پوچھیں، تو وہ اس قدر دلآویز اور سامعہ نواز ہوگی کہ اسے جو بھی سنے گا وہ جھوم اٹھے گا۔
- آپ اس کے سائے کی بابت پوچھیں، تو جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ اگر ایک تیز رفتار گھوڑا ایک سو سال تک اس کے سائے میں دوڑتا رہے تو وہ ختم ہونے میں نہ آئے۔
- اگر آپ اس کی وسعت کی بابت پوچھیں، تو اہل جنت میں جو ادنیٰ درجے کا جنتی ہوگا اس کی مملکت کے محلوں اور باغات کی وسعت دو ہزار سال تک چلتے رہنے کی مسافت کے برابر ہے۔
- آپ اس کے خیموں اور قبوں کے متعلق پوچھیں، تو کھوکھلے موتیوں سے تیار کردہ ان خیموں میں سے ہر خیمے کی لمبائی ستر میل ہے۔
- اگر جنت کے محلوں اور ان کی بلندیوں کا پوچھیں، تو وہ کئی منزلہ ہیں اور ان میں نہریں بہہ رہی ہیں۔
- اگر ان کی اونچائی کی بات کریں تو وہ افق میں اس طلوع یا غروب ہونے والے ستارے کی طرح ہے جس تک نگاہیں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔
- اگر اہل جنت کے لباس کا پوچھیں، تو وہ ریشم اور سونے کا ہوگا۔
- اگر اس کے بچھونوں کی بابت پوچھیں، تو وہ اطلس کے ہوں گے اور بڑے حسنِ ترتیب سے سجائے ہوئے ہوں گے۔
- اگر اس کے پلنگوں کے بارے میں پوچھیں تو ان میں زنجیریں اور پردے لٹک رہے ہوں

گے جو سونے کے بٹن لگا کر بند کر دیے گئے ہوں گے کہ کوئی شگاف باقی نہ رہے۔

- اگر بہشتی لوگوں کے حسن و جمال کی بات کریں، تو وہ چاند کی صورت جیسے ہوں گے۔
- اگر آپ ان کی عمروں کے متعلق پوچھیں تو وہ 33 سال کے ہوں گے، اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی جسامت پر ہوں گے۔ جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«طُولُ آدَمَ سِتِّينَ ذِرَاعًا فِي سَبْعَةِ أَذْرُعٍ عَرْضًا»

''آدم علیہ السلام کا طول (لمبائی) ساٹھ ہاتھ اور عرض (چوڑائی) سات ہاتھ تھا۔''[1]

- اگر ان جنتیوں کی لذت سماعت کی بابت پوچھیں تو ان کی گوری گوری کشادہ چشم، پیکر حسن و جمال، خوبرو بیویوں کا گانا ہوگا۔
- اس سے بھی بڑھ کر فرشتوں اور نبیوں کی خوبصورت آوازیں سنیں گے۔
- سب سے بڑھ کر خود رب العالمین ان سے مخاطب ہوگا۔
- اگر آپ اہل جنت کی سواریوں کا حال پوچھیں، جن پر سوار ہو کر وہ ایک دوسرے سے ملاقات کو جائیں گے، تو وہ مطیع ہوں گی جنھیں اللہ نے جیسے چاہا پیدا کیا، وہ ان پر سوار ہو کر باغات میں جہاں چاہیں گے سیر کرتے پھریں گے۔
- اگر آپ ان کے زیورات اور کنگنوں کی بات کریں، تو وہ سونے اور موتیوں کے ہوں گے اور ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔
- آپ اہل جنت کے خادموں کے متعلق پوچھیں تو وہ لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے گویا کہ وہ مخفی موتی ہیں۔
- اگر آپ ان کی دلہنوں اور بیویوں کی نسبت جاننا چاہیں، تو وہ ہم عمر، محبوب اور پیاری پیاری دوشیزائیں ہوں گی جن کے اعضا سے بھرپور جوانی جھلک رہی ہوگی۔

---

[1] مسند أحمد: 535/2

- اس کے بعد امام ابن قیم رحمہ اللہ نے موٹی آنکھوں والی حوروں کے اوصاف بتائے پھر کہا کہ اہل جنت اپنے قابل ستائش اور غالب پروردگار کی زیارت کریں گے اور اس کا پاکیزہ چہرہ یوں دیکھیں گے جیسے انسان سورج اور چاند کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سلام کہے گا اور انھیں اپنے دیدار سے نوازے گا۔ اور اللہ کی خوشنودی ایسی عظیم الشان کامیابی ہوگی جو جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾﴾

''اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سب سے بڑی چیز ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''[1]

جنت میں جانے کا راستہ

جنت کا مستحق بنانے کے جو اوصاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمائے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن مقدس میں یہ اوصاف بہت سے ہیں، ان کا مدار تین قواعد پر ہے: ایمان، تقویٰ اور عمل صالح جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور سنت کے موافق ہوں۔ جو لوگ اس اصول کو اپنائیں گے صرف وہی اس خوشخبری کے اہل ہوں گے۔ قرآن و سنت کی تمام بشارتیں اسی اصول کے گرد گردش کرتی ہیں۔ اور اس میں دو اصل جمع ہو گئے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اخلاص اور اس کی مخلوق سے احسان۔ اور اس کی ضد ان لوگوں میں جمع ہو جاتی ہے جو ریاکاری کرتے ہیں اور ضرورت کی معمولی چیزیں بھی ضرورت مندوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں۔

پھر یہ دونوں اصل میں ایک ہی خصلت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبوب

[1] التوبة: 72/9

17711

چیزوں میں پروردگار کی موافقت۔ اور اس بات کی تحقیق کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ظاہراً اور باطناً پیروی کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ وہ اعمال جو اس اصل کی تفاصیل ہیں، وہ ستر سے زیادہ شعبوں پر مشتمل ہیں، جن میں سب سے اعلیٰ درجہ کلمہ لَا إِلٰہ إِلا اللّٰہ ہے اور سب سے ادنیٰ درجہ کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے۔ اور ان دونوں درجوں کے درمیان جتنے بھی درجات ہیں، ان سب کا مرجع یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس بات کی خبر دی ہے اس کی تصدیق کی جائے اور جس بات کا حکم دیا ہے اس کی تعمیل کی جائے۔

جنت کی چند نعمتوں کا ذکر

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے مومن بندوں کی مہمانی کے لیے باغات فردوس بنائے اور اہل ایمان کو صالح اعمال کی ساری صورتیں وضاحت سے بتا دیں تا کہ وہ ان باغات کی راہوں پر چلیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جنھوں نے رفیق اعلیٰ سے ملنے اور جنت ماویٰ تک پہنچنے ہی کی خواہش کی، اس کے سوا آپ کا کوئی شغل نہ تھا۔ آپ ﷺ پر، آپ کے آل و اصحاب پر اور جنھوں نے احسان کے ساتھ آپ کی ہر چھوٹی بڑی بات کی پیروی کی، سب پر اللہ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو۔

امابعد! اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ أُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي ٱلسَّرَّآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَٱلۡكَٰظِمِينَ ٱلۡغَيۡظَ وَٱلۡعَافِينَ عَنِ ٱلنَّاسِۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴿١٣٤﴾ وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُواْ فَٰحِشَةً أَوۡ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ ذَكَرُواْ ٱللَّهَ فَٱسۡتَغۡفَرُواْ لِذُنُوبِهِمۡ وَمَن يَغۡفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمۡ يُصِرُّواْ عَلَىٰ مَا فَعَلُواْ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُوْلَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغۡفِرَةٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَجَنَّٰتٞ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ

وَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَـٰمِلِينَ ﴿١٣٦﴾

''اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے اور وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو خوشحالی اور تنگدستی ہر حال میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، غصہ پی جاتے، لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ نیکوکاروں ہی کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ (یعنی برا کام کر کے) اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پھر اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اڑے نہیں رہتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغات ہیں، جن میں نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (اچھے) کام کرنے والوں کا صِلہ بہت ہی اچھا ہے۔''[1]

ایسے گھر کی طرف لپکو جسے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا کوئی تصور گزرا۔ یہاں یہ واضح کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ جنت منڈی کی چیز نہیں ہے۔ یہ سیم وزر کے عوض نہیں ملتی۔ یہ صرف ایمان اور اعمال صالحہ کی نقدی پر اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے نصیب ہوتی ہے۔ اس کی چابی لا الہ الا اللہ ہے۔ اور اس کے دندانے شریعت کے احکام ہیں، اب جو بھی ایسی چابی لائے گا جس کے دندانے ہوں گے تو اس کے لیے جنت کا دروازہ کھل جائے گا اور جو ایسی چابی لائے گا جس کے دندانے نہیں ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں بکثرت خرچ کرتا رہا اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔

یہ ہے کامیابی۔ جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا

[1] آل عمران: 3/133-136

اسے جہاد کے دروازے سے پکارا جائے گا۔ جو صدقہ کرنے والا ہوگا اسے صدقہ کے دروازے سے بلاوا آئے گا۔ جو روزے رکھتا ہوگا، اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شخص کو تمام دروازوں سے صدا دی جائے۔ ان دروازوں کے کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور ہجر (مدینہ) کے درمیان ہے۔ اس جنت کی تعمیر میں ایک اینٹ سونے کی ہوگی اور ایک چاندی کی، اور ان میں مسالا کستوری کا ہوگا۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت اور مٹی زعفران کی ہوگی۔ کمرے ایسے ہوں گے جن کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر کا جلوہ نظر آتا ہوگا۔ ہر مومن کے لیے اس جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کا طول ستر میل ہوگا۔ جنت میں ایک درخت ایسا ہوگا کہ اگر ایک تیز رفتار گھڑ سوار سو سال اس کے سائے میں دوڑتا رہے تب بھی وہ سایہ ختم نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ "لمبا سایہ" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ لمبا سا یہ جنت کے کنارے ایک درخت کا ہوگا جس کے سائے کا اندازہ یہ ہے کہ ایک سوار اس کے اطراف میں سو سال سفر کرتا رہے پھر بھی ختم نہ ہوگا۔ اہل جنت اپنے محلوں سے نکل کر اس کے سائے میں باتیں کریں گے۔ یہ درخت سبحان اللہ، الحمدللہ اور لَا إِلٰہ إِلا اللّٰہ و اللّٰہ أکبر کے بیج سے اُگا ہوگا۔

اس میں دو باغ ایسے ہوں گے کہ جن میں ہر پھل کی دو قسمیں ہوں گی۔ اور دو باغ ایسے ہوں گے جن میں لذیذ پھل، کھجوریں اور انار ہوں گے۔ اور یہ پھل دنیوی کھجور اور انگور جیسے نہ ہوں گے، ان کا صرف نام ہی ایک جیسا ہوگا مگر لذت میں بالکل مختلف ہوں گے۔ ان کے درختوں کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے۔ کوئی جنتی کسی حالت میں ہو کھڑا ہو، بیٹھا ہو یا لیٹا ہوا ہو ہر حال میں آسانی سے پھل لے سکے گا۔ جب بھی اس درخت سے کوئی پھل توڑا جائے گا تو اس کی جگہ اور پھل پیدا ہو جائے گا۔

جنت کی چند نعمتوں کا ذکر

﴿كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا﴾

''جب بھی انھیں کھانے کو کوئی پھل دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو ہم پہلے کھا چکے ہیں اور انھیں (دنیا کے پھلوں سے) ملتے جلتے ہم شکل پھل دیے جائیں گے۔''[1]

یہ مشابہت صرف رنگوں میں ہوگی مگر مزہ کچھ اور ہی ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿٦٢﴾﴾

''اور بہشت میں انھیں صبح شام رزق ملتا رہے گا۔''[2]

وہ موت سے ہمیشہ امن میں رہیں گے، بڑھاپے اور بیماری کا نام ونشان بھی نہیں ہوگا۔ اور ان کی نعمتوں میں کبھی کوئی کمی واقع ہوگی نہ انھیں زوال آئے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾﴾

''اور وہ لوگ جو نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے، اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جتنا تیرا پروردگار چاہے گا۔ یہ ایسا بدلہ ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔''[3]

اس میں ایسی نہریں ہوں گی جن کا پانی صاف ہوگا۔ ان کی حالت کبھی تبدیل نہیں ہوگی۔ اور دودھ کی نہریں ہوں گی، ان کا مزہ کبھی کھٹا ہوگا نہ اس میں کوئی خرابی پیدا ہوگی۔ شراب کی نہریں بھی ہوں گی جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہوں گی۔ اس سے مستی پیدا ہوگی نہ عقلیں زائل ہوں گی۔ صاف ستھری شہد کی نہریں ہوں گی، یہ نہریں گڑھے بنائے بغیر جاری ہوں گی، ان کے لیے کھائیاں کھودنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ ان نہروں میں اپنی چاہت کے

---

[1] البقرۃ: 25/2 [2] مریم: 62/19 [3] ھود: 108/11

مطابق تصرف کر سکیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿١٩﴾ ﴾

''ان کے پاس (خدمت کے لیے) ایسے لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہیں گے، جب آپ انھیں (اپنے آقاؤں کے آس پاس پھرتے ہوئے، ان کی خوبصورتی) دیکھیں گے تو یہ خیال کریں گے کہ یہ تو بکھرے ہوئے موتی ہیں۔''[1]

﴿ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ﴿١٥﴾ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ ﴾

''(اہل جنت کے خدام) چاندی کے برتن اور جام لیے ان کے گرد پھریں گے وہ شیشے کی طرح (صاف شفاف) ہوں گے۔ شیشے کی طرح (صاف شفاف مگر) چاندی کے ہوں گے۔ (اہل جنت کے خدام) ان کو ٹھیک اندازے کے مطابق بھریں گے۔ (یعنی پینے والوں کا مشروب ضرورت سے کم ہوگا نہ زیادہ)''[2]

ہر جنتی کو کھانے پینے کی سو گنا صلاحیت عطا کی جائے گی تاکہ وہ جو کچھ پسند کریں کھائیں جو مشروب چاہیں سیر ہو کر پئیں اور جنت کی نعمتوں سے جی بھر کے فائدہ اٹھائیں۔

پھر ان کا یہ کھانا پینا صرف ڈکار لینے سے ہضم ہو جائے گا۔ اور ان کی جلدوں سے پسینہ بن کر خارج ہو جائے گا۔ اس پسینے سے کستوری کی خوشبو آئے گی۔

انھیں پیشاب آئے گا نہ پاخانہ، نہ بلغم۔ ان کی بیویاں حیض، نفاس اور ہر قسم کی گندگی سے پاک ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا

---

[1] الدھر: 19/76 [2] الدھر: 76/15-16

يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلَٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾

"وہ اور ان کی بیویاں سائے تلے تکیہ لگائے تخت نشین ہوں گے۔ ان کے لیے ہر قسم کے لذت بخش میوے ہوں گے اور ہر وہ چیز جو وہ طلب کریں گے (فراہم ہوگی) اور مہربان پروردگار کی طرف سے انھیں سلام کہا جائے گا۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے جنتی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے اور انھیں کنوارا رکھا ہے۔ جب کوئی شوہر اپنی بیوی سے مجامعت کرے گا تو اس کے بعد وہ از سرنو کنواری بن جائے گی۔ انھیں اپنے خاوندوں کی محبت کے جذبے سے معمور کر کے اُن کا ہم عمر بنا گیا ہے۔

جنت میں انھیں وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ جگہ تبدیل کرنا چاہیں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو گے۔ سدا زندہ رہو گے، کبھی نہیں مرو گے۔ ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ خوش رہے گا، کبھی ناراض نہیں ہو گا، پھر سب سے بڑھ کر نعمتِ عظمیٰ جو انھیں حاصل ہوگی وہ ان کے رحیم و کریم رب کی زیارت ہوگی، جس نے ان پر یہ احسان فرمایا۔ حتی کہ انھیں اپنی مہربانی سے سلامتی اور نعمتوں والے گھر تک پہنچا دیا۔ اور وہ اپنی کھلی آنکھوں سے عیاں طور پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾

"کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے جو اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے۔"[2]

---

[1] یٰس:57-56/36 [2] القيامة:23-22/75

نبی ﷺ نے بھی صراحت سے بتا دیا:

''تم اپنے پروردگار کا جمالِ بے مثال یوں دیکھو گے جیسے چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو کہ اُسے دیکھتے وقت کوئی دقت محسوس نہیں کرتے (اگر تم رب ذوالجلال کے حُسن جہاں آرا کی دید کے مشتاق ہو تو اس کی تیاری کر لو، یعنی اگر تم سے ہو سکے، طلوع آفتاب سے پہلے نماز (فجر) اور غروبِ آفتاب سے پہلے نماز (عصر) بروقت التزام کے ساتھ ضرور پڑھو ایسا نہ ہو کہ اس وقت (دنیاوی امور) تم پر غالب آ جائیں۔''[1]

اور اگر تم ان باغات والوں اور ان محلات میں رہنے والوں کے متعلق پوچھو، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی صفات اللہ تعالیٰ نے ان محکم آیات میں بیان فرمائی ہیں:

﴿قَدْ أَفْلَحَ ٱلْمُؤْمِنُونَ ① ٱلَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَٰشِعُونَ ② وَٱلَّذِينَ هُمْ عَنِ ٱللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ③ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَوٰةِ فَٰعِلُونَ ④ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَٰفِظُونَ ⑤ إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ⑥ فَمَنِ ٱبْتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْعَادُونَ ⑦ وَٱلَّذِينَ هُمْ لِأَمَٰنَٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَٰعُونَ ⑧ وَٱلَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ⑨ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْوَٰرِثُونَ ⑩ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ⑪﴾

''بلاشبہ مومن کامیاب ہو گئے، جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں اور جو زکاۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں سے، کیونکہ ان کی بابت ان پر کوئی ملامت نہیں۔ سو جو ان کے سوا دوسرا رستہ تلاش کریں تو یہی لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں۔ اور وہ جو امانتوں اور معاہدوں کو ملحوظ رکھتے ہیں اور وہ

[1] صحیح البخاری، مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر، حدیث: 554 و صحیح مسلم، الصلاۃ، باب فضل صلاتي الصبح والعصر ...... الخ حدیث: 633

جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کی میراث حاصل کریں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''[1]

اے اللہ! ہم تجھ سے جنت اور ہر اس قول وعمل کا سوال کرتے ہیں جو جنت کے قریب کر دے۔ اور ہم تجھ سے دوزخ اور ہر اس قول وعمل سے تیری پناہ چاہتے ہیں جو دوزخ کے قریب لے جائے۔ اے اللہ! ہماری توبہ قبول فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا، مہربان ہے۔

---

① المؤمنون: 23/1-11

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت

ہم اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور وسعت کے بیان پر ختم کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی مہربانی کی توقع رکھتے ہیں۔ ہمارے اعمال ایسے نہیں کہ شایانِ معافی ہوں، مگر ہم اس کی رحمت اور مہربانی ہی کی بنا پر یہ توقع رکھ سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَـٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا۟ مِن رَّحْمَةِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥٣﴾﴾

”(اے پیغمبر)! آپ (میرے بندوں سے) کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ تمھیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے، بلاشبہ اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔“[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ: إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي»

”جب اللہ عزوجل مخلوق کو پیدا فرما چکا تو اس نے اپنی کتاب میں، جو عرش کے اوپر اس

[1] الزمر: 53/39

کے پاس ہے، لکھا کہ بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر غالب آ گئی۔''[1]

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِينَ رَحْمَةً، يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لیے سو رحمتیں ہیں، جن میں سے اس نے ایک رحمت جنوں، انسانوں، چوپایوں اور درندوں کے درمیان نازل فرمائی ہے اور وہ اسی وجہ سے آپس میں مہربانی اور رحمت کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وحشی جانور اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے 99 رحمتیں محفوظ کر رکھی ہیں، جن سے وہ قیامت کے دن لوگوں پر رحم فرمائے گا۔''[2]

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ رَبَّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَحِيمٌ، مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرَةً إِلٰى سَبْعِمِائَةٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ وَاحِدَةً أَوْ يَمْحُوهَا اللّٰهُ، وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا هَالِكٌ»

---

[1] صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللّٰہ تعالیٰ:﴿ وھو الذی یبدء الخلق......﴾، حدیث : 3194

[2] صحیح مسلم، التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وأنھا تغلب غضبہ، حدیث:2752

”یقیناً تمھارا بابرکت اور بلند مرتبہ رب انتہائی مہربان ہے۔ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے مگر وہ نہ کر سکے، اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا بڑھا دی جاتی ہیں۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے پھر باز آ جائے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، پھر اگر وہ عمل کر لے تو صرف ایک ہی (برائی) لکھی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اسے بھی مٹا دیتا ہے۔ اب جو شخص ہلاک ہونے پر ہی تُلا ہوا ہے تو اس کی ہلاکت اللہ کے ذمے نہیں ہے۔“[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

«مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَأَزِيدُ، وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ، فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا، أَوْ أَغْفِرُ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً»

”جو شخص ایک نیکی لایا اس کے لیے اس جیسی دس نیکیاں ہیں اور میں انھیں بڑھا بھی سکتا ہوں۔ اور جو ایک برائی لایا تو اس کا بدلہ اسی طرح کی ایک برائی ہے۔ میں اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھوں کی وسعت کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو چل کر میرے پاس آتا ہے، میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔“[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] مسند أحمد: 279/1

[2] صحيح مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب......، حديث: 2687

«إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا ، وَرُبَّمَا قَالَ : أَذْنَبَ ذَنْبًا ، فَقَالَ : رَبِّ! أَذْنَبْتُ ذَنْبًا ، وَرُبَّمَا قَالَ : أَصَبْتُ ، فَاغْفِرْ ، فَقَالَ رَبُّهُ : أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا ، أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا ، فَقَالَ : رَبِّ أَذْنَبْتُ ـ أَوْ أَصَبْتُ ـ آخَرَ ، فَاغْفِرْهُ فَقَالَ : أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ، ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللهُ ، ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا ، وَرُبَّمَا قَالَ : أَصَابَ ذَنْبًا ، قَالَ : رَبِّ أَصَبْتُ ـ أَوْ قَالَ : أَذْنَبْتُ ـ آخَرَ ، فَاغْفِرْهُ لِي ، فَقَالَ : أَ عَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ، ثَلاَثًا ، فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ»

”ایک آدمی نے گناہ کیا، اور بسا اوقات آپ نے ”أصاب“ کی جگہ ”أذنب“ کا لفظ استعمال کیا، تو اس نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے کو یہ علم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کا گناہ معاف بھی کرسکتا ہے اور اسے پکڑ بھی سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا۔ پھر کچھ عرصہ، جتنا اللہ چاہتا ہے گزرتا ہے وہ پھر کوئی اور گناہ کر بیٹھتا ہے، اور کہتا ہے: اے میرے رب! میں گناہ کر بیٹھا ہوں مجھے معاف فرما دے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: کیا میرے بندے کو یہ معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کا گناہ معاف کرسکتا ہے اور اسے پکڑ بھی سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر کچھ عرصہ گزرتا ہے، جتنا اللہ چاہتا ہے، پھر وہ کوئی اور گناہ کر بیٹھتا ہے، اور بسا اوقات آپ نے ”أذنب“ کی جگہ ”أصاب“ کا لفظ بولا، اور کہتا ہے: اے میرے رب! میں اور گناہ کر بیٹھا ہوں، میرا یہ گناہ بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے: میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہے اور اسے پکڑ بھی سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، (آپ نے) تین مرتبہ (بندے کا گناہ کرنے اور اللہ کا معاف کرنے کا) ذکر فرمایا۔ اب وہ جو چاہے عمل کرے۔"[1]

صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ان قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی جو بے تابی سے دوڑ رہی تھی۔ اچانک اس نے قیدیوں میں ایک بچہ دیکھا، اسے پکڑا اور اپنی چھاتی سے چمٹا لیا، پھر اسے دودھ پلانے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت فرمایا:

«أَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا : لاَ ، وَاللهِ! وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لاَ تَطْرَحَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا»

"تمھارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی، آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! جس قدر یہ (عورت) اپنے بچے پر مہربان ہے، اللہ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔"[2]

صحیحین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کردہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

«مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ : لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ»

---

① صحيح البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾، حديث: 7507

② صحيح البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله......، حديث: 5999، و صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالىٰ ......، حديث: 2754

''جس بندے نے بھی لا الہ الا اللہ کہا پھر اس پر قائم رہا اور اسی حالت میں مرا وہ (بالآخر) جنت میں داخل ہوگا۔''

(ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا: چاہے وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ نے فرمایا:

«وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:»

''(ہاں) خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' میں نے (تعجب سے) کہا: چاہے وہ زنا کرے اور چوری کرے، فرمایا:

«وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ:»

''خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے، میں نے (مکرر) کہا: چاہے وہ زنا کرے اور چوری بھی! فرمایا:

«وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ»

''(ہاں ہاں!) خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے، (اور) چاہے اس سے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو (یعنی یہ بات ابوذر کو ذاتی طور پر کتنی ہی ناگوار معلوم ہو۔)''[1]

صحیحین میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ»

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لا الہ الا اللہ کہا یقیناً اللہ نے اس کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔''[2]

---

[1] صحیح البخاری، اللباس، باب الثیاب البیض، حدیث: 5827

[2] صحیح البخاری، الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، حدیث: 425 و صحیح مسلم، المساجد، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة لعذر، حدیث: 33 بعد، حدیث: 657

صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيرَةً، ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً»

''جس شخص نے لاإله إلااللّٰه کہا اور اس کے دل میں جو کے ایک دانے کے وزن کے برابر بھی بھلائی ہوئی، اسے دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ وہ شخص بھی نکال لیا جائے گا جس نے لاإله إلااللّٰه کہا اور اس کے دل میں گندم کے ایک دانے کے برابر بھی بھلائی ہوئی، پھر اسے بھی نکال لیا جائے گا جس نے لاإله إلااللّٰه کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی بھلائی ہوئی۔''[1]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دَفَعَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا، فَيَقُولُ: هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ»

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک ایک یہودی یا عیسائی ہر مسلمان کے سپرد کر کے فرمائے گا: یہ (یہودی یا عیسائی) آگ سے تمھارا فدیہ ہے۔''[2]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِّنْ أُمَّتِي عَلٰى رُءُوسِ الْخَلاَئِقِ يَوْمَ

---

[1] صحيح البخاري، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، حديث: 44، وصحيح مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، حديث: 193، واللفظ له

[2] صحيح مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى على المؤمنين ......، حديث: 2767

الْقِيَامَةِ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ سِجِلاًّ، كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ يَقُوْلُ: لاَ، يَارَبِّ! فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ لاَ، يَارَبِّ فَيَقُولُ: بَلٰى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لاَ ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَيُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ يَارَبِّ! مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلاَّتِ؟ فَقَالَ: فَإِنَّكَ لاَ تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلاَّتُ فِي كِفَّةٍ، وَالْبِطَاقَةُ فِي كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، وَلاَ يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيءٌ»

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے روبرو میری امت میں سے ایک شخص کو چن لے گا۔ اس کے سامنے 99 بڑے بڑے اوراق پھیلا دیے جائیں گے، جن میں سے ہر ورق حد نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا: کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تمھارا کوئی عذر ہے (یا کوئی نیکی ہے؟) وہ شخص کہے گا: نہیں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیوں نہیں، ہمارے پاس تمھاری ایک نیکی محفوظ ہے، آج کے دن تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، پھر ایک پرچی نکالی جائے گی، اس میں لکھا ہوگا: (أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه) پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے اعمال کے وزن کے وقت حاضر ہونا، وہ شخص عرض کرے گا، اے میرے رب! اس (چھوٹی سی) پرچی کو

(میرے اعمال نامے کے حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے) ان دفاتر سے کیا نسبت؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یقیناً تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا: پھر (اعمال نامے کے) وہ اوراق ایک پلڑے میں ڈالے جائیں گے اور کلمۂ شہادت کی پرچی دوسرے پلڑے میں۔ پھر اوراق والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا اور پرچی والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل کے نام نامی سے بڑھ کر کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔''[1]

یہ اور ان جیسی دیگر احادیث جو ''کتاب الرجاء'' میں مذکور ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مہربانی، وسعت رحمت اور زبردست فیاضی کی خوشخبری سناتی ہیں۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لطف وکرم سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم سے ایسا معاملہ نہیں فرمائے گا جس کے ہم مستحق ہیں، بلکہ وہ ہم پر اپنی عالی قدر گرانمایہ ہستی کے شایانِ شان رحم اور مہربانی فرمائے گا۔ اور ہماری خطائیں بخش دے گا۔

میرے محترم بھائیو! ہمارا رب کریم ہم سے سچی بندگی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا، وہ ان آنکھوں کا متلاشی ہے جو اس کے لیے اشکبار ہوں، وہ ان دِلوں کا طلبگار ہے جو صرف اُسی کی یاد میں بے قرار ہوں، وہ ان قدموں کی راہ دیکھ رہا ہے جو اُس کی طرف دوڑ کر آئیں۔ پس میرے عزیزو! غفلت چھوڑ دو، گناہوں کی زندگی سے توبہ کر لو اور اُس ربِ کریم کی بارگاہ پر جھک جاؤ جو جنت کی شادابیوں سے نوازنے کے لیے مدت سے تمھاری راہ دیکھ رہا ہے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا

[1] مسند أحمد: 213/2، جامع الترمذي، الإيمان، باب ما جاء فی من يموت وهو......، حديث:2639

تلاش حق سیریز

تلاشِ حق میں سرگرداں لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے
انتہائی مستند، جامع اور دل پذیر کتابوں کا سیٹ، اردو میں پہلی بار

خود پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے!

* توحید اور ہم
* رحمتِ دو عالم ﷺ
* قرآن کی عظمتیں اور اس کے معجزے
* اسلام کی امتیازی خوبیاں
* اسلام کے بنیادی عقائد
* اسلام میں بنیادی حقوق
* اسلام کی سچائی اور سائنس کے اعترافات
* اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب
* اسلام ہی ہمارا انتخاب کیوں؟
* میں توبہ تو کرنا چاہتا ہوں لیکن!
* جنت میں داخلہ، دوزخ سے نجات

راہ حق سیریز

مسلمانوں کی عملی زندگی میں مسنون انقلاب برپا کرنے والی کتب کا دعوتی، مستند اور جامع سیٹ

خود پڑھیے اور دوسروں کو ہدیہ کیجیے!

* ترجمہ وتفسیر تیسواں پارہ
* تجلیات نبوت
* ارکانِ اسلام وایمان
* مسنون نماز اور روزمرہ کی دعائیں
* اسلام کے احکام وآداب
* فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراطِ مستقیم کے تقاضے
* اسلامی آدابِ معاشرت
* حقوق وفرائض
* انسان......اپنی صفات کے آئینے میں
* دعوتِ حق کے تقاضے
* لباس اور پردہ

زندگی کی برف دم بدم پگھل رہی ہے۔ اجل ہر آن سر پر کھڑی ہے۔ مگر ہم اس اٹل حقیقت کو بھول کر دنیا کی فنا پذیر زندگی کے عشق میں گم ہیں۔ اللہ رب العزت اس دھوکے سے نکال کر ہمیں دوزخ سے بچانا اور جنت کے سدا بہار باغوں میں بھیجنا چاہتا ہے۔ اس غرض و غایت سے اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر گوشے کے بارے میں واضح احکام دیے ہیں۔ بعض امور کی ترغیب دی ہے اور کچھ باتوں کی ممانعت فرمائی ہے۔ شرک سے بڑی سختی سے روکا ہے اور توحید کے تقاضوں پر ہر آن عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جھوٹ، ظلم، سفاکی، ناپاکی اور حق تلفی سے منع کیا ہے۔ سچائی، سخاوت، عدل اور انسانیت کی بھلائی کے کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ زیر نظر کتاب انھی بیش قیمت باتوں کا دلکش مجموعہ ہے۔

نامور سعودی عالم شیخ عبداللہ بن جار اللہ نے قرآن کریم اور رسالت مآب ﷺ کی احادیث سے وہ تمام باتیں چن چن کر یک جا کر دی ہیں جو دوزخ سے نجات اور جنت میں داخلے کی ضامن ہیں۔ دارالسلام یہ گرانمایہ کتاب ایمان کی مضبوطی اور حسن عمل کے فروغ کے لیے شائع کر رہا ہے۔ یہ کتاب جنت میں داخلے کی دستاویز ہے۔ اسے پڑھیے اور اپنی اخروی نجات کے لیے اس کی تعلیمات پر سچے دل سے عمل کیجیے اس لیے کہ بقول علامہ اقبال ؎

ہے یہاں فرصتِ کردار نفس یا دو نفس
عوضِ یک دو نفس قبر کی شب ہائے دراز

ISBN-9960-9825-5-6
9 789960 982557

PRINTED IN CHINA - 21